48

دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری صحت میں برکت دے تاکہ میں اسلام اور احمدیت کی اَور زیادہ خدمت کرسکوں

(فرمودہ 7 دسمبر 1956ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''اسلام میں نماز کے لیے جو لفظ رکھا گیا ہے وہی لفظ دعا کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ پس مسلمان کی نماز دعا ہوتی ہے اور اس کی دعا نماز ہوتی ہے۔ کیونکہ نماز کی غرض یہ ہوتی ہے کہ خداتعالیٰ سے دعا کی جائے اور اس سے اپنی ضرورتیں مانگی جائیں۔ اور جو شخص اس غرض کو پورا کرتا ہے وہ حقیقی نماز پڑھتا ہے۔ اور جو شخص اس غرض کو پورا نہیں کرتا بلکہ رسمی طور پر اوٹھک بیٹھک کرتا ہے وہ درحقیقت نماز نہیں پڑھتا۔ کیونکہ نماز کا اصل مقصد یہی ہے کہ خداتعالیٰ سے باربار دعا کی جائے اور اُس کا فضل مانگا جائے اور یہ یقین رکھا جائے کہ خداتعالیٰ کے سوا اَور کوئی وجود ہماری حاجت روائی نہیں کرسکتا۔

پچھلے سال جب میں یورپ سے علاج کے بعد واپس آیا تو اُن دنوں میری طبیعت میں تشویش زیادہ ہوتی تھی لیکن میں نے دیکھا کہ جوں جوں احباب میری صحت کے لیے دعائیں کرتے تھے وہ تشویش کم ہوتی جاتی تھی اور صحت میں ترقی ہوتی جاتی تھی۔اب خداتعالیٰ کے فضل سے ایک سال اَور گزر گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ جتنی تشویش اور گھبراہٹ مجھے پچھلے سال تھی اتنی اب نہیں۔لیکن اِس سال چونکہ سردی اچانک تیز ہوگئی ہے اس لیے میری طبیعت میں بھی کوفت اور اضمحلال پیدا ہوگیا ہے اور میں طاقت کی بجائے کمزوری محسوس کرتا ہوں۔ پس دوستوں کو چاہیے کہ وہ ایک بار پھر دعاؤں میں مشغول ہو جائیں کیونکہ اگر انہیں واقع میں نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سلسلہ اور اسلام کی خدمت کروائی ہے اور میرے ذریعہ انہیں ترقی بخشی ہے تو یہ کام اسی صورت میں جاری رہ سکتا ہے کہ میری صحت ٹھیک رہے۔ پس اگر واقع میں انہیں یہ احساس اور یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ احمدیت اور اسلام کو ترقی دی ہے تو ان کی اسلام اور احمدیت سے محبت کا ثبوت اِسی صورت میں مل سکتا ہے کہ وہ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی صحت بخشے کہ میں اچھی طرح کام کر سکوں اور اسلام اور احمدیت کی اَور زیادہ خدمت کر سکوں تا کہ وہ جلدجلد ترقی کرے اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم ہو جائے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انسانی کاموں میں دور آتے رہتے ہیں جن سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔لیکن عام قاعدہ اَور ہے اور کوشش اَور چیز ہے۔ عام قاعدہ کے مطابق انسان بڑی عمر میں کمزور ہو جاتا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اپنی صحت کا خیال رکھتے ہیں وہ بڑی لمبی عمر پا جاتے ہیں اور انہیں دیکھ کر ماننا پڑتا ہے کہ انسانی تدبیر سے جس میں سب سے بڑی چیز دعا ہے عام قانون بدلا جا سکتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے لبید بن ربیعہؓ ایک مشہور شاعر تھے۔ انہوں نے ایک سو پچھتر سال عمر پائی[1]۔ اسلام لانے سے پہلے بھی وہ عرب کے مشہور شاعر تھے اور اسلام لانے کے بعد بھی وہ کافی عرصہ زندہ رہے۔ حضرت انسؓ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے انہوں نے ایک سَو دس سال کی عمر پائی۔ اور ان کی ہمت اتنی بلند تھی کہ بڑی عمر میں ان کی بیوی فوت ہوگئی تھیں۔ ایک دن ان

کے ایک دوست ان سے ملنے کے لیے گئے تو وہ ان سے کہنے لگے میرے لیے بیوی تلاش کرو کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بغیر شادی کے فوت ہوتا ہے اُس کی عمر باطل جاتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میری عمر بھی باطل چلی جائے۔ اب دیکھو ان کی عمر ایک سَو دس سال کی ہوگئی تھی لیکن ان کی خواہش تھی کہ کوئی عورت مل جائے اور وہ اس سے شادی کر لیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی صحت اچھی تھی اور قوٰی مضبوط تھے۔ اس لیے انہیں اپنے بڑھاپے کا خیال نہ آیا اور انہوں نے اس بات کی خواہش کی کہ ان کی کسی عورت سے شادی ہوجائے۔

ہمارے زمانہ میں بھی بعض لوگ بڑی بڑی عمر والے اور حوصلہ والے ہوتے ہیں۔ 1917ء میں ایک آدمی گجرات سے آیا اور مجھے ملا۔ اُس نے مجھے بتایا کہ وہ لاہور سے پیدل چل کر آیا ہے۔ میں نے کہا آپ کی عمر تو پچاس ساٹھ سال کی لگتی ہے۔ اس نے کہا پچاس ساٹھ سال کی نہیں میری عمر ایک سَو اٹھارہ سال کی ہے اور میں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کا ابتدائی زمانہ دیکھا ہوا ہے۔ میں دوراتیں رستہ میں ٹھہرا ہوں اور پیدل چل کر قادیان پہنچ گیا ہوں۔ بعد میں سنا کہ وہ ایک سَو چالیس سال کی عمر میں فوت ہوا۔ پس اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ جنہیں اپنی صحت کی حفاظت کرنے کی توفیق دیتا ہے وہ بڑی بڑی عمریں پاتے ہیں۔ ہمارے مولوی نور الحق صاحب کے دادا بھی ایسے ہی لوگوں میں سے تھے۔ حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی جن دنوں فالج کے حملہ سے بیمار تھے اُسی سال خدام الاحمدیہ کا دفتر بن رہا تھا۔ میں وہ دفتر دیکھنے جا رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی بڑا تیز تیز چل کر میری طرف آ رہا ہے۔ وہ مجھے ملا اور اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے مجھے اپنا نام بتایا اور کہا میں گجرات سے آیا ہوں۔ پھر انہوں نے پنجابی زبان میں کہا ''جیہڑا غلام رسول وزیرآبادی کہلانداں ہے میں اسدا حال پچھن آیا ہاں''۔ یعنی غلام رسول وزیرآبادی جو کہلاتے ہیں اُن کا حال دریافت کرنے آیا ہوں۔ حافظ غلام رسول صاحب ہماری جماعت میں بڑے محترم سمجھے جاتے تھے مگر انہوں نے اس بے تکلفی سے ان کا نام لیا تو میں نے پوچھا کہ حافظ صاحب سے آپ کا کیا رشتہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ میرے بھتیجے ہیں۔

میں نے کہا معلوم ہوتا ہے آپ کے والد نے آخری عمر میں دوسری شادی کی تھی جس سے آپ پیدا ہوئے اس لیے آپ کی عمر ان سے چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔ اِس پر وہ کہنے لگے کہ " جدوں غلام رسول دی ماؤدا ویاہ ہویا سی میں اٹھارہ سال دا ساں" یعنی جب حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کی والدہ کا بیاہ ہوا تھا اُس وقت میں اٹھارہ سال کا تھا۔ بعد میں وہ ایک سَوتین یا ایک سَوسات سال کی عمر میں فوت ہوئے اور وہ اس عمر میں بھی خوب چل پھر لیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں بیس بیس، پچیس پچیس میل پیدل چلا جاتا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ جن لوگوں کی مدد کرتا ہے اور وہ اپنی صحت کی حفاظت کرتے ہیں اُن کی عمریں عام قانون کے لحاظ سے زیادہ ہو جاتی ہیں۔ بعض عمریں بیشک غیر معمولی ہوتی ہیں اور اُن کی ہمیں تاویل کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں بھی اور بائبل میں بھی حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال کی بیان ہوئی ہے۔2 اس کی ہم تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے مراد درحقیقت اُن کی امت کا زمانہ ہے۔ لیکن تاریخی لحاظ سے جو واقعات مشہور ہیں اور جو باتیں ہمارے سامنے کی ہیں اُن سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فضل کرے تو انسان خاصی لمبی عمر پا سکتا ہے اور پھر وہ اس عمر میں اچھی طرح کام بھی کر سکتا ہے۔

پس دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری صحت میں برکت دے تا کہ جو دم باقی ہیں وہ دین کی خدمت میں صَرف ہوں اور نہ صرف اسلام اور احمدیت کو ترقی حاصل ہو بلکہ خود دعا کرنے والے کو بھی ثواب ملے اور اُس کے ساتھیوں کو بھی امن اور سکون نصیب ہو۔

دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو مسلمانوں کو امن اور چین نصیب ہو گیا۔ اگر آپ مکہ فتح نہ کرتے تو مسلمانوں پر برابر ظلم ہوتے رہتے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتوحات دیں تو اُن کے نتیجہ میں مکہ مدینہ اور اس کے اردگرد کے علاقہ میں مسلمانوں کو امن میسر آ گیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جو فتوحات ہوئیں اُن کی وجہ سے سارے عرب اور عراق اور شام میں مسلمانوں کو امن نصیب ہو گیا۔ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ذریعہ سے اناطولیہ تک کا علاقہ فتح ہوا اور وہاں مسلمان امن سے رہنے لگے۔ غرض یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ جوں جوں اسلام ترقی کرتا گیا مسلمانوں کے لیے امن کی

صورت پیدا ہوتی گئی۔ اِسی طرح اب احمدیت ترقی کرے گی تو احمدیوں کی تعداد زیادہ ہو گی اور ان کی روزمرہ کی تکالیف دور ہو جائیں گی۔

پس میرے لیے دعا تمہارے اپنے لیے بھی دعا ہے اور تمہارے بچوں کے لیے بھی دعا ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ تمہارے لیے بھی اور تمہاری اولادوں کے لیے بھی امن کی صورت پیدا ہو جائے گی اور ترقی کے راستے کھل جائیں گے"۔ (الفضل 14 دسمبر 1956ء)

---

1 : اسد الغابة الجزء الرابع صفحہ 133 مطبوعہ بیروت 2006ء کے مطابق لبید بن ربیعہ کی عمر 140 سال اور بعض کے نزدیک 157 سال تھی۔

2 : (i) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ۭ (العنکبوت:15)

(ii) پیدائش باب 9 آیت 29